



محدث فتویٰ
ISLAMIC RESEARCH COUNCIL

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حدیث "خلق اللہ آدم علی صورتہ" کا کیا معنی ہے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

!و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

!الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد

: یہ حدیث بروایت حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بخاری کے کتاب الاستئذان باب بدء السلام اور مشکاة میں کتاب الادب، باب السلام میں ہے۔ صحیحین میں ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے

[1] خلق اللہ علی صورتہ طولہ ستون ذراعا [1]

یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا ان کا قد ساٹھ گز تھا۔ اور اس حدیث کی مراد کی تعیین میں کئی اقوال ہیں۔

اول:

یہ کہ حضرت آدم علیہ السلام کو آدم کی صورت پر پیدا کیا پہلے ہی ساٹھ گز کے قد سے نہ کر دوسروں کی طرح کئی اطوار میں، کہ پہلے صبی ہوتا ہے پھر طفل پھر مرد بن جاتا ہے۔ اور اس قول پر دہریہ کا مذہب باطل ہو جاتا ہے جو کہتے ہیں کہ انسان کا ہمیشہ دوسرے انسانوں کے نطفہ ہی سے پیدا ہوتا چلا آیا ہے۔

دوسرا:

یہ کہ ضمیر اللہ بجانہ و تعالیٰ کی طرف راجع ہے اور "صورت" صفت کے معنی میں ہے، یعنی انسان سننے والا، دیکھنے والا، بولنے والا، چلنے والا پیدا کیا، اور اپنا منظر بنایا۔

تیسرا:

یہ کہ اضافت تعظیم کی وجہ سے ہے جیسے بیت اللہ اور روح اللہ کہتے ہیں کیونکہ ان کی ابتداء پہلے کسی مثال پر واقع نہیں ہوئی۔

چوتھا:

قول یہ کہ، یہ حدیث صفات میں سے ہے جس کی تاویل نہیں ہو سکتی۔

پانچواں:

یہ کہ ضمیر اخ یا عبد کی طرف سے راجع ہے جسا کہ ایک روایت میں ہے۔

[1] اذا ضرب احدکم فلیتنب الوجة [2]

یعنی جب کوئی تم سب سے لپٹے بھائی کو مارے تو چہرے پر نہ مارے۔

چھٹا:

یہ کہ حضرت آدم علیہ السلام کو ایسی صورت میں پیدا کیا کہ حیوان کی کوئی نوع اس صورت میں اس کی شریک نہیں۔ کیونکہ یہ کبھی علم، کبھی جہالت، کبھی نیکی اور کبھی گناہ کے ساتھ موصوف ہے۔

سائقوا:

یہ کہ عیب شکل پر جمال و کمال سے پیدا ہوا اور پہلے اس کی کوئی مثال نہ تھی اسلئے اس کو عالم صغیر کہتے ہیں کہ ہر مخلوق سے اس میں نمونہ ہے۔

آٹھواں:

یہ کہ خدا تعالیٰ کی صورت ہے، چنانچہ ایک روایت میں آیا ہے "علیٰ صورة الرحمن" لیکن اہل الحدیث کے ہاں یہ روایت صحت کو نہیں پہنچتی اور اگر مان بھی لیں تو صورت سے مراد صفت ہو سکتی ہے۔

نواں:

یہ کہ صورت سے مراد شان اور حال ہو یعنی مسجود ملائکہ، حیوانات کا مالک اور ان پر قابو پانے والا بنایا۔ اور اس معنی پر کلام تشبیل واستعارہ پر مبنی ہے۔

تو متن حدیث کے لحاظ سے موزوں ترین وجہ اول ہے، اور اس کا مؤید لفظ ستون ذرا عا ہے۔ اور دوسری وجہ بھی اس کے قریب قریب ہے اور باقی سب وجوہ تکلف سے خالی نہیں اور حدیث کا ظاہر اس سے انکار کرتا ہے۔

مسلم 4/2182، فتح الباری 11/3 مصابیح 13/466 [1]

مسند احمد 2/244 البداؤد 6314 مسلم 4/2016، ادب المفرد 74، مصابیح 2/558 [2]

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

فتاویٰ نواب محمد صدیق حسن

صفحہ: 352

محدث فتویٰ